روس - چیچن مذاکرات: کیا جنرل لیبد تنازعہ کا حل دریافت کرنے میں کامیاب ہو سکیں گے؟

۲۷ مئی کو کریملن میں روسی صدر بورس یلسن اور چیچن رہنما سلیم خان یا ندر بائیف کے درمیان براہ راست ملاقات کے نتیجے میں چیچنیا میں جنگ بندی کے ایک معاہدے پر دستخط ہوئے جس پر روس کی طرف سے وزیر اعظم وکٹر چرنومیر دین اور چیچنیا کی طرف سے سلیم خان یا ندر بائیف نے دستخط کیے۔ معاہدے میں طے پایا کہ ۳۱ مئی کی درمیانی رات سے چیچنیا میں ہر طرح کی فوجی کارروائی روک دی جائے گی۔ دو ہفتوں کے اندر اندر دونوں طرف سے قیدیوں کا تبادلہ عمل میں لایا جائے گا۔ ستمبر کے اختتام تک روسی فوج چیچنیا سے نکل جائے گی اور چیچن حریت پسند اپنے آپ کو غیر مسلح کر دیں گے۔ معاہدے پر دستخط کے موقع پر صدر یلسن کے علاوہ روسی سیکورٹی کونسل کے سیکریٹری، وزیر داخلہ، قومیتوں کے وزیر اور چیچنیا میں ماسکو نواز کٹھ پتلی حکومت کے سربراہ ڈوکو زوگا ئیف بھی موجود تھے۔ چیچنیا کے وفد میں سلیم خان یا ندر بائیف، قومی سلامتی کے اُمور میں اُن کے معاون احمد زکا ئیف، وزیر تعلیم خوض احمد، ڈپٹی پارلیمانی چیئرمین سید حسن ابو مسلموف اور وزیر اطلاعات مولادی یودوگوف شامل تھے۔ اس موقعہ پر OSCE کے نمائندے بھی موجود تھے۔

روسی وزیر داخلہ اناطولی کولی کوف نے معاہدے کے تحت چیچنیا سے روسی فوج کے انخلاء کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا کہ یہ انخلاء مرحلہ وار ہوگا۔ پہلا مرحلہ یکم جون کو شروع ہوگا۔ دوسرا مرحلہ ستمبر اور اکتوبر تک جاری رہے گا۔ جبکہ تیسرا مرحلہ اس سال کے اختتام تک جاری رہے گا۔ روسی وزارتِ داخلہ کا ایک بریگیڈ اور وفاقی فوجی دستے کا ایک موٹرائزڈ رائفل بریگیڈ بدستور چیچنیا میں موجود رہے گا۔ کولی کوف کے مطابق چیچنیا میں اِس وقت چار ہزار چیچن علیحدگی پسند سرگرم ہیں۔ جن میں آٹھ سو انتہائی جنگجو، دو سو غیر ملکی کرائے کے فوجی جبکہ تین ہزار رضا کار شامل ہیں۔ کولی کوف نے مزید بتایا کہ سولہ ہزار چیچن "علیحدگی پسند" دسمبر ۹۴ء کے بعد سے ہلاک کیے جا چکے ہیں۔ تاہم آزاد ذرائع نے وزیر داخلہ کی طرف سے پیش کردہ ان اعداد و شمار کی تصدیق نہیں کی ہے۔

چیچن رہنما سلیم خان یا ندر بائیف کے ساتھ مذاکرات کے دو گھنٹے بعد صدر یلسن نے اعلان کیا:

"ہم نے چیچنیا میں امن کا کلیدی مسئلہ حل کر دیا ہے۔ یہ ایک تاریخی دن ہے، یہ ایک تاریخی لمحہ ہے۔

معاہدے میں چیچنیا کے سیاسی مستقبل کے بارے میں کوئی بات نہیں کی گئی ہے۔ اِس بارے میں یاندر بائیف نے کہا:

"مسئلہ چیچنا کے Status کے تعین کا نہیں ہے۔ دراصل فریقین کو باہمی تعلقات کی نوعیت کے تعیّن کا مسئلہ درپیش ہے"۔

صدر یلسن نے صدارتی انتخابات کے دوسرے مرحلے کے دوران چیچنیا کے بارے میں اپنے منشور کی وضاحت کرتے ہوئے کہا:

"مجھے (چیچن عوام کے) درد کا احساس ہے۔ تاہم یہ درد صحت یاب ہونے والے مریض کے درد کی مانند ہے۔"

تاہم چیچن علیحدگی پسندوں کی طرف سے چیچن تنازعہ کے حل کے سلسلے میں صدر یلسن کے انتخابی وعدوں پر کسی قسم کی گرم جوشی نہیں دکھائی گئی۔ یوں لگتا ہے وہ مذاکرات کے ذریعے آزادی کے حصول سے مایوس ہو چکے ہیں۔ وہ روسی قیادت پر اعتبار کرتے نظر نہیں آتے۔ چیچن گوریلا مجاہدین کے ایک سیکٹر کمانڈر لیفٹیننٹ کرنل ڈوکا مخایوف روس اور چیچنیا کے درمیان مذاکرات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"میں روس کے ساتھ مذاکرات کی مخالفت کرنے والا پہلا شخص ہوں گا۔ کیونکہ یہ مذاکرات لاحاصل ہیں۔ اِس لیے کہ روس چیچنیا سے اپنی فوج واپس بلانے کے لیے تیار نہیں ہے۔"

روسی صدر یلسن کا نفرت آمیز انداز میں ذکر کرتے ہوئے انھوں نے کہا:

"سوَر Election Points سکور کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔"

مخایوف نے مزید کہا:

"جب جنگ شروع ہوئی تو ہمارے پاس کوئی فوج نہ تھی۔ تاہم اب ہم جان گئے ہیں جنگ کیسے لڑی جاتی ہے اور نقل و حرکت کس طرح کی جاتی ہے۔ روسی فوج کے برعکس ہم منظم ہیں۔ ہم اپنی (مادرِ وطن) کی آزادی کے لیے برسرِپیکار ہیں۔ ہماری قوت کا دارومدار توپ و تفنگ اور جہازوں پر نہیں بلکہ جذبۂ ایمانی پر ہے ہم نے صحیح راستے کا انتخاب کیا ہے (جبکہ) روسی فوجیوں کے سامنے کوئی متعین مقصد نہیں ہے۔"

چیچن مجاہدین کی حکمتِ عملی کے بارے میں ایک ساٹھ سالہ شخص علی نے جو اپنے دس میں سے چھ بچوں کے ہمراہ چیچنیا کے گاؤں شالی کے دفاع میں شریک رہا ہے بتایا:

"ہم جان گئے ہیں کہ کلاشنکوف سے ٹینک کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ لہذا ہمیں گوریلا جنگ لڑنا ہوگی۔"

روس چیچن مذاکرات کے بارے میں علی کی رائے ہے:

"بھول جائیے مذاکرات۔ اِن سے جو بھی نتیجہ برآمد ہوتا ہے اِس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ کیونکہ ایک یا دو دن کے بعد کوئی ناخوشگوار واقعہ رونما ہوگا تو روسی اِس کا ذمہ دار چیچن مجاہدین کو ٹھہرائیں گے اور یوں جنگ دوبارہ شروع ہو جائے گی۔"

تباہ شدہ چیچنیا کے دارالحکومت گروزنی کا مشاہدہ کرنے پر حیرت ہوتی ہے کہ چیچن عوام مزید کتنی بربادی کے متحمل ہو سکتے ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کہیں چیچن عوام کا روس کے خلاف جنگ جاری رکھنے پر اصرار خود کشی کے مترادف تو نہیں۔ اِس سوال کے جواب میں لیفٹیننٹ کرنل ڈوکا مخایوف گویا ہوتے ہیں:

"ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے پہلے ہی فتح حاصل کر لی ہے۔ تاہم روس اور بیرونی دُنیا کو اِس کا ابھی تک ادراک نہیں ہو سکا ہے۔ ہمارا مورال بلند ہے۔ ہمارے جوان مضبوط ہیں۔ اور ہم نے آزادی حاصل کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے۔"

۱۰ جون کو چیچنیا کی پڑوسی ریاست انگشتیا کے شہر نذران میں روسی صدر یلسن اور چیچن رہنما سلیم خان یاندر بائیف کے درمیان ۲۷ مئی کو کریملن میں طے پانے والے معاہدے کی توثیق ہوئی۔ معاہدے کی توثیقی دستاویز پر روس کی طرف سے روسی قومیتوں کے وزیر وچسلاف میخائیلوف اور چیچنیا کی طرف سے چیچن فوج کے کمانڈر اسلان مسخادوف نے دستخط کیے۔ مذکورہ معاہدے میں اگست کے آخر تک چیچنیا سے روسی فوج کا انخلاء اور چیچن علیحدگی پسندوں کو غیر مسلح کرنا شامل ہے۔ معاہدے میں فوجی اور بعض غیر اہم سیاسی مسائل پر توجہ مرکوز رکھی گئی ہے جبکہ چیچنیا کے مستقبل کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ معاہدے پر دستخط انتہائی تناؤ کے ماحول میں ہوئے البتہ دستخط کے بعد چیچن وفد کے ہمراہ آئے ہوئے چیچن مسلح جنگجوؤں نے "اللہ اکبر" کے فلک شگاف نعرے لگائے۔ روسی فوج کے ذرائع کے مطابق معاہدے پر دستخط کی تقریب سے قبل ۱۹ روسی فوجیوں کو رہا کیا گیا۔ اِس کے بعد روسی رہنماؤں نے چیچنیا کی مختلف سڑکوں سے رکاوٹیں اور چیک پوسٹیں ہٹانے کا وعدہ کیا اور یہ یقین دہانی کرائی کہ یہ کام ۷ جولائی تک مکمل ہو جائے گا۔ معاہدے کے مطابق روسی فوجی اگست کے آخر تک چیچنیا خالی کر دیں گے۔ اِس کے بعد بین الاقوامی مبصروں کی موجودگی میں آزادانہ انتخابات کروائے جائیں گے۔ جن میں چیچنیا کی تمام حقیقی سیاسی قوتیں حصّہ لے سکیں گی۔ معاہدے میں ۱۶ جون کے روسی صدارتی انتخابات کے چیچنیا میں انعقاد کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ صدر یلسن نے معاہدے پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا "اِس معاہدے سے نہ صرف چیچنیا کے بحران کو حل کرنے میں مدد ملے گی بلکہ روس کی عمومی صورتِ حال

میں بھی استحکام پیدا ہوگا۔"

اسی دوران گروزنی کی روس نواز حکومت نے ۱۶ جون کو ہی روسی صدارتی انتخابات کے ساتھ ساتھ چیچنیا میں مقامی انتخابات کروانے کا اعلان کر دیا۔ اس اعلان سے روس - چیچنیا امن معاہدہ خطرے میں پڑ گیا۔ چیچن رہنما سلیم خان یاندربائیف نے خبردار کرتے ہوئے کہا کہ اگر انتخابات منعقد کروانے کی کوشش کی گئی تو اُن کے آدمی انہیں روکنے کے لیے ہر ممکنہ کارروائی کریں گے۔ اُنھوں نے کہا "ہم ان انتخابات کو روکنے کے لیے سب کچھ کر گزریں گے"۔ واضح رہے کہ گروزنی میں ماسکو کی طرف سے نامزد کی جانے والی حکومت کو چیچن علیحدگی پسند تسلیم نہیں کرتے۔ چنانچہ ایسی حکومت کی طرف سے انتخابات کا انعقاد ان کے لیے کیونکر قابل قبول ہو سکتا ہے۔ سلیم خان یاندربائیف کی دھمکیوں کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ ۱۶ جون کی صبح ہی چیچنیا کی ماسکو نواز حکومت نے یہ کہتے ہوئے کہ اُن کے پولنگ سٹاف کو دھمکیاں دی گئی ہیں، کئی پولنگ اسٹیشن بند کر دیے۔ چیچن ڈپٹی الیکشن کمشنر زیکن صابروف نے اعلان کیا:

> "ہم نے یہ فیصلہ (اپنے پولنگ عملے کو ملنے والی) دھمکیوں اور متوقع حملوں کو مد نظر رکھ کر کیا ہے۔ عملے کے کئی افرادِ ان دھمکیوں کی وجہ سے پولنگ سٹیشن جانے سے انکار کر رہے ہیں۔"

انھوں نے مزید کہا:

> "بیلٹ پیپر چھینے جانے یا فائرنگ کے واقعات کی صورت میں پولنگ سٹاف کو اختیار دے دیا گیا ہے کہ وہ ضرورت پڑنے پر پولنگ سٹیشن بند کر سکتے ہیں۔"

اس سب کے باوجود انتخابات کا ڈرامہ رچایا گیا۔ سرکاری ذرائع نے دعویٰ کیا کہ ۵۸٫۹ فیصد رائے دہندگان نے حق رائے دہی استعمال کیا۔ تاہم کسی بھی آزاد ذریعے سے اس دعوے کی تصدیق نہیں ہو سکی۔ روسی قانون کے مطابق انتخابات اسی صورت میں مؤثر ہوتے ہیں جب ۵۰ فیصد سے زائد تعداد میں ووٹ ڈالے جائیں۔ ڈپٹی الیکشن کمشنر صابروف نے بتایا کہ انتخابات کے پہلے روز ۱۹٫۴ فیصد ووٹ پڑے۔ انھوں نے انتخابات کے دوران سرکاری حلقوں کی طرف سے روا رکھی جانے والی بے قاعدگیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے انکشاف کیا کہ ایک واقعے میں ۵۰ یا ۶۰ افراد کو بندوق کی نوک پر گروزنی کے جنوب مغربی علاقے الخان یورت کے پولنگ سٹیشن لے جایا گیا۔ جہاں ان سے زبردستی ووٹ ڈلوائے گئے۔ ایسے ہی کئی واقعات گروزنی میں بھی ہوئے۔ کئی پولنگ اسٹیشنوں پر فائرنگ کے واقعات بھی رونما ہوئے۔ ان انتخابات میں کچھ روسی النسل اور چند مٹھی بھر چیچن باشندوں نے حصہ لیا۔ کئی پولنگ اسٹیشنوں پر سرے سے پولنگ ہی نہیں ہو سکی۔ اخباری نمائندوں نے جب ان پولنگ اسٹیشنوں کا دورہ کیا تو وہاں مسلح چیچن عسکریت پسندوں کو ٹہلتے ہوئے پایا۔ شاہراہ ولادک پر ایک بینر

آویزاں تھا جس پر چیچن صدر جوہر دودائیف کی تصویر آویزاں تھی جس کے نیچے لکھا ہوا تھا: "چیچنیا کی آزادی کی علامت۔"

جیسا کہ پہلے ذکر ہوا، روسی صدارتی انتخابات کے پہلے مرحلے میں تیسری پوزیشن حاصل کرنے والے جنرل الیگزنڈر لیبد کے پرستاروں کی حمایت حاصل کرنے کے لیے صدر یلسن نے انہیں سلامتی کونسل کا سربراہ مقرر کیا۔ لیبد نے دسمبر ۱۹۹۴ء میں چیچنیا میں روسی فوج کی مداخلت پر کڑی تنقید کی تھی۔ ان کی تقرری سے چیچن رہنماؤں کو امید پیدا ہوگئی کہ وہ چیچنیا میں ۱۸ ماہ سے جاری جنگ کے خاتمے میں اہم کردار ادا کریں گے۔ لیبد نے ۱۸ جون کو سیکورٹی کونسل کے نئے سربراہ کی حیثیت سے عہدہ سنبھالنے کے بعد کہا کہ وہ جلد چیچنیا کا دورہ کریں گے۔ الیگزنڈر لیبد نے ایک جرمن میگزین کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا:

> "قفقاز کی ریاست چیچنیا اگر ریفرنڈم کے ذریعے آزادی کا مطالبہ کرتی ہے تو اسے آزادی دے دینی چاہیے۔ ایک ایسے خطّے کو کسی ملک میں شامل رکھنے پر اصرار پاگل پن ہی ہے جس کے باشندے دل کی گہرائی سے اس ملک سے نفرت کرتے ہوں اس کے قوانین کو ناپسند کرتے ہوں، ان کی پاسداری کرنے سے انکاری ہوں اور اسے ٹیکس ادا کرنے کے لیے تیار نہ ہوں۔"

انھوں نے مزید کہا "چیچنیا کو ابتدائی طور پر روسی بجٹ سے مستثنیٰ رکھا جاسکتا ہے۔" چیچنیا کی مکمل آزادی سے متعلق ایک سوال کے جواب میں الیگزنڈر لیبد نے کہا:

> "انہیں (چیچن عوام کو) اپنی رائے کا اظہار ریفرنڈم کے ذریعے کرنا چاہیے۔ اگر لوگ آزادی کے متمنی ہیں تو انہیں آزادی دے دینی چاہیے۔"

انھوں نے کہا: "چیچن - روس تعلقات کی ایک سو پچاس سالہ تاریخ یا تو بغض و منافرت سے عبارت ہے یا پھر کھلی جنگ سے۔"

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا جنرل الیگزینڈر لیبد روس - چیچن معاہدہ امن پر عمل درآمد کرانے کے سلسلے میں کوئی کلیدی رول ادا کرسکنے کی پوزیشن میں ہوں گے؟ اس سوال کا جواب تلاش کرنے سے قبل چیچنیا میں ۱۸ ماہ سے جاری جنگ کے خاتمے کے لیے اس سے قبل ہونے والے جنگ بندی معاہدوں کا انجام پیش نظر رکھنا ہوگا۔ روس اور چیچنیا کے درمیان اس معاہدہ سے قبل متعدد جنگ بندی معاہدے طے پائے مگر ان کا انجام کیا نکلا؟ ۴۰ ہزار افراد کا قتل۔ روسیوں نے مسلسل جنگ بندی معاہدوں کی خلاف ورزیاں کرتے ہوئے چیچنیا کے دیہات اور شہروں کو ظلم و بربریّت کا نشانہ بنایا۔ جس سے وہ کھنڈرات میں تبدیل ہوگئے۔ جنرل الیگزنڈر لیبد کے لیے کریملن میں موجود سابق وزیر دفاع پاول گراچیف کے ہم خیال متشدد عناصر پر غلبہ پانا انتہائی مشکل ثابت ہوسکتا ہے۔ جو کسی بھی صورت

میں چیچن علیحدگی پسندوں کے سامنے جھکنے اور انہیں مراعات دینے کے حق میں نہیں ہیں۔ خود صدر یلسن کے شرکاء کار میں ایسے عناصر موجود ہیں جو اس حق میں نہیں ہیں کہ روسی معیشت کو تباہی کے کنارے پہنچانے والے چیچن تنازعہ کو حل کرنے کا سہرا "نوواردلیبد" کو جائے۔ تیسری طرف روسی قوم پرست سیاسی قوتوں اور روسی افواج کی قیادت کے لیے بھی "چیچن باغیوں" کو فوجی شکست سے دوچار کرنا انا کا مسئلہ بنا ہوا ہے۔ ان حالات میں یہ توقع رکھنا کہ جنرل لیبد روسی سیاست کے ان زمینی حقائق کو نظرانداز کرتے ہوئے چیچن تنازعہ کے پرامن حل کی دریافت میں آسانی سے کامیاب ہوجائیں گے، خام خیالی ہے۔

خود چیچن حریت پسند بھی ان حقائق کا بخوبی ادراک رکھتے ہیں۔ چنانچہ وہ امن معاہدہ کی کامیابی سے متعلق کم ہی توقعات رکھتے ہیں۔

Postscript [پس نوشت]

صدر یلسن کے دوبارہ منتخب ہونے کے کچھ ہی دنوں بعد روسی فوج نے امن معاہدے کی دھجیاں اڑاتے ہوئے چیچن شہروں اور دیہاتوں پر زبردست گولہ باری شروع کر دی۔ ۷ جولائی کو چیچن ترجمان مولادی یودوگوف نے بتایا کہ روسی فوجیوں نے جنگ بندی معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جنوب مشرقی پہاڑی علاقے کے متعدد دیہاتوں کو زبردست بمباری کا نشانہ بنایا۔ جس کے نتیجے میں لاتعداد شہری ہلاک ہوگئے اور متعدد دیہات تباہ ہوگئے۔ روسی سیکورٹی کونسل کے سربراہ الیگزنڈر لیبد نے جن کے بارے میں خیال کیا جاتا تھا کہ چیچن تنازہ حل کرانے میں دلچسپی رکھتے ہیں، جنگ بندی معاہدے کی خلاف ورزی کا الزام چیچن حریت پسندوں پر تھوپ دیا۔ لیبد کا یہ بیان روسی جنگی جہازوں اور توپ خانے کی طرف سے جنوبی چیچنیا کے علاقے پر بمباری اور گولہ باری شروع کرنے کے بعد سامنے آیا۔ نئے روسی حملوں سے ٦ ہفتے تک جاری رہنے والی جنگ بندی ختم ہوگئی ہے اور ۱۰ جون کے "معاہدہ امن" کو بھی سبوتاژ کر دیا گیا ہے۔ ۱۰ جولائی کو الیگزنڈر لیبد نے ماسکو نواز چیچن حکومت، اس کے سربراہ اور پارلیمنٹ کو "جائز" قرار دے کر چیچن علیحدگی پسندوں کے ساتھ طے کیے جانے والے معاہدہ امن کی نفی کر دی اور یوں چیچنیا میں قیامِ امن سے متعلق ان سے وابستہ توقعات دم توڑ گئیں۔ روسیوں نے اسی پر بس نہ کیا بلکہ چیچنیا میں روسی فوجوں کے کمانڈر وچسلاف تخامروف نے اپنی فوجوں کو چیچن رہنما سلیم خان یاندر بائیف کی گرفتاری کے احکامات بھی جاری کیے۔

روسی حکومت کی دروغ گوئی اور معاہدات کی خلاف ورزیاں خود روسی عوام پر آشکارا ہونے لگی ہیں۔ روسی جمہوریہ تاتارستان کے صدر منتمر شامائیف نے روسی صدارتی انتخاب سے قبل چیچنیا اور روس کے درمیان ثالثی کردار ادا کرنے کی پیشکش کی تھی۔ مگر چیچنیا میں روس کی طرف سے دوبارہ فوجی کارروائی

شروع کیے جانے کے بعد اُنھوں نے یہ کہتے ہوئے یہ پیشکش واپس لے لی ہے کہ:

"میں سمجھ چکا ہوں کہ روسی قیادت چیچن مسئلہ کا عمومی ادراک نہیں رکھتی چنانچہ اب میں ان مذاکرات میں حصّہ لینے کا ارادہ نہیں رکھتا۔"

انسانی حقوق کے سرگرم کارکن اور چیچن جنگ کے شدید مخالف سرجیؔ کوالیوف نے جنھیں عارضہ قلب میں مبتلا ہونے کی بنا پر جولائی میں ہسپتال میں داخل کر دیا گیا تھا اپنے بستر مرض سے صدر یلسن کو ایک کھلا خط لکھا ہے۔ اس خط میں روس کی طرف سے چیچنیا میں پُرتشدد کارروائیوں کی مذمت کی گئی ہے۔ اُنھوں نے لکھا ہے:

"تم نے انتخابات کے سرکاری نتائج سے صرف ایک دن بعد چیچنیا میں خون ریز جنگ دوبارہ شروع کر دی ہے۔ اسی جنگ کے خاتمے کا وعدہ کر کے تم نے (صدارتی) انتخابات میں اپنی فتح کو یقینی بنایا۔ مجھے شروع سے علم تھا کہ تم جھوٹے ہو۔ تاہم عوام نے تم پر اعتبار کیا۔ تم دونوں (یلسن اور لیبد) نے ۴۰ ملین عوام کو دھوکہ دیا ہے۔"

روسی پارلیمنٹ کے ایوان زیریں ڈوما نے ۱۹ جولائی کو چیچنیا میں ظالمانہ کارروائیوں پر تشویش ظاہر کرتے ہوئے صدر یلسن پر زور دیا کہ فوراً جنگ بند کر کے دوبارہ امن مذاکرات شروع کیے جائیں۔ ایک قرارداد جسے ۴ کے مقابلے میں ۲۷۲ ووٹوں سے منظور کیا گیا میں کہا گیا:

"ہم (ڈوما) آپ (صدر یلسن) سے مطالبہ کرتے ہیں کہ تمام فوجی کارروائیاں بند کر کے دوبارہ مذاکرات شروع کیے جائیں اور ان کی تمام تفاصیل سے روسی عوام کو آگاہ رکھا جائے۔"

روس کا آزاد میڈیا بھی چیچنیا پر وحشیانہ بمباری اور معاہدے کی خلاف ورزی پر حکومت کی مذمت کر رہا ہے۔ ایک روسی روزنامہ موسکوفسکی کوموسولیٹ نے صفحہ اوّل پر ایک مضمون شائع کیا جس میں کہا گیا:

"(صدر) یلسن نے اپنا وعدہ ایفا نہیں کیا۔ ان کا علیحدگی پسندوں کے ساتھ امن (معاہدہ) انتخابات جیتنے کے لیے ایک ضرورت تھی۔"

ایک دوسرے اخبار کوموسولسکایا پراودا نے بھی اپنے صفحہ اوّل پر شائع کردہ مضمون میں لکھا:

"چیچنیا میں ایک "پرفریب امن" کے بعد جنگ دوبارہ شروع ہو گئی ہے۔ ایک بار پھر روسی فوج دیہاتوں پر جنگی جہازوں، ٹینکوں اور توپوں سے گولہ باری اور بمباری کر رہی ہے۔ ایک بار پھر روسی قفقاز کے پہاڑوں میں مر رہے ہیں۔"

اس وقت صورت حال یہ ہے کہ روس ایک کے بعد ایک علاقے کو نشانہ بنا رہا ہے جنگی جہازوں اور بھاری توپخانے کی گولہ باری کے ذریعے چیچن سرزمین کو تاراج کر رہا ہے۔ صدر یلسن اور سلیم خان

کے درمیان ہونے والا معاہدہ قصہ پارینہ بن چکا ہے۔ یوں لگتا ہے روس چیچن عوام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے درپے ہے۔ جہاں تک امن معاہدے اور جنگ بندی کا تعلق ہے تو یہ حقیقت اب روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گئی ہے کہ چیچن رہنما سلیم خان یاندر بائیف کے ساتھ معاہدۂ امن پر دستخط کے ذریعے صدر یلسن اپنے دوبارہ انتخاب کو یقینی بنانا چاہتے تھے۔ صدر یلسن کو مبارک ہو وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

وسطی ایشیا: داخلی سیاست

اسلام کریموف استبدادی نظامِ حکومت کے احیاء کی راہ پر

سابق کمیونسٹ دنیا میں نام نہاد جمہوری تبدیلیوں کے نتائج سے وہاں کے عوام میں پائی جانے والی احساس محرومی اور مایوسی کے آثار کا مشاہدہ عام ہے۔ عوام کے اندر اُبھرنے والی اس احساس محرومی اور مایوسی سے خطے کے کمیونسٹ آقاؤں کو۔ جن میں سے اکثر تبدیلیوں کے اس طوفان کو کرسی اقتدار پر اپنا قبضہ مستحکم کرنے کے لیے استعمال کرنے میں ماہر ہیں - ماضی کے استبداد پسند کمیونسٹ طور طریقوں کے احیاء کے لیے شہ مل رہی ہے۔ ایسے کمیونسٹ آقاؤں میں ایک نام وسط ایشیائی ریاست ازبکستان کے صدر اسلام کریموف کا بھی ہے۔ اسلام کریموف نے گزشتہ نومبر میں صوبہ سمرقند کے گورنر کو اچانک برطرف کر کے ان کی جگہ اپنے ایک قریبی ساتھی کو گورنر کے عہدے پر فائز کیا۔ سمرقند صوبے کے گورنر کی برطرفی کے تھوڑا عرصہ بعد قشقادریہ صوبے کے گورنر کو بھی برطرف کر دیا گیا۔

سمرقند کے گورنر پلات عبدالرحمٰن اوف کی معزولی خاص اہمیت رکھتی ہے۔ وہ کمیونسٹ دور کے ان چند افراد میں سے تھے جو تاحال اپنے عہدوں پر برقرار رکھے گئے تھے۔ عبدالرحمٰن اوف نسلاً تاجک ہیں۔ وہ ازبکستان کے استبدادی طرزِ حکومت کے باوجود نسبتاً آزاد رَو اور علاوہ ازیں ایک بااثر اور مذہبی آزادی کے حامی بیوروکریٹ تصور کیے جاتے تھے۔ اُنھوں نے صوبے میں سرمایہ کاری کی خواہشمند غیر ملکی کمپنیوں کے ساتھ رابطے استوار کیے۔ مساجد کی تعمیر کی حوصلہ افزائی کی اور ذاتی طور پر مذہبی سرگرمیوں میں فعّال کردار ادا کیا۔

اس سے قبل سمرقند اور قشقادریہ کے دونوں صوبوں میں صدر کریموف نے ایسی تقاریر کیں جنھوں نے ناخوشگوار حد تک کمیونسٹ عہد کی یادیں تازہ کر دیں۔ انہوں نے ان تقاریر میں کمیونسٹ دور کی کامیابیوں کی تعریف کی اور موجودہ مقامی رہنماؤں پر بدعنوانی اور نااہلیت سمیت کئی الزامات عائد